شیطان صفت جن وانس کی جانب سے کی جانے والی ''وحی'' کے معنی اور مفہوم

اللہ تعالیٰ نے ماضی کے زمان ومکان میں جب بھی اُس زمان ومکان کے لوگوں کیلئے وحی بھیجنے کا فیصلہ کیا ہوگا تو وقت کے اُس مقام پر پہلے نبی کو پیدا اور مبعوث فرمایا ہوگا اور پھر جوان ہونے پر اُس نبی کو فرائض رسالت تفویض کئے ہوں گے۔ لیکن جب ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ٥ ''ہر دور (مقررہ مدت، اجل، نسل) کیلئے کتاب ہے'' (حوالہ الرعد۔۳۸) تو پھر اُس کتاب کے موجود ہونے کے باوجود وہ کون سی وجہ تھی اور زمان میں وہ کونسا وقت ہوتا تھا جب ایک بار پھر وحی بھیجنے کیلئے نبیوں میں سے کسی نبی کو دنیا میں ظہور دینے اور پھر اُس وحی کو لوگوں تک پہنچانے کیلئے منصب رسالت پر فائز کرنے کی ضرورت پیش آتی تھی؟ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ سے قبل نبی اور رسول کو ایک خاص وقت پر اور ایک سبب/وجہ پیدا ہونے پر دنیا میں بھیجا جاتا تھا۔

وَالَّذِينَ سَعَوْا فِي آيَاتِنَا مُعَاجِزِينَ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿٥١﴾ (الحج۔۵۱)

''اور جو لوگ ہماری (نازل کردہ) آیتوں کو پس پشت کردینے کی کوشش میں لگے رہے وہ ایسے لوگ ہیں جو اصحاب دوزخ ہیں''

مُعَاجِزِينَ اسم فاعل جمع مذکر۔ مادہ ''ع ج ز'' جس کے بنیادی معنی پیچھے رہ جانا، پیچھے ہو جانا، کسی چیز کے حصول سے قاصر ہونا۔ ایسے لوگ جو کسی بات کو پیچھے، پس پشت کردیں، اُس شئے کو اپنا مقصود حاصل کرنے سے قاصر کردیں، اسے مھجورا بنادیں کہ تیزی اور سرعت سے چل نہ سکے۔

''سَعَوْا'' ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ مادہ ''س ع ی'' جس کے بنیادی معنی ارادہ وقصد کرنا، تیز چلنا، کسی کام کیلئے اہتمام، دوڑ دھوپ اور کوشش کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب کی آیات کو پیچھے کرنے، پس پشت کرنے کیلئے اہتمام اور دوڑ دھوپ کا انداز کیا تھا؟

وَمَا أَرْسَلْنَا مِن قَبْلِكَ مِن رَّسُولٍ وَلَا نَبِيٍّ

''اور آپ (ﷺ) سے قبل ہم نے کسی کو دنیا/لوگوں کے پاس نہیں بھیجا رسولوں اور نبیوں میں سے''

یہ انداز بیان نفی کرنے والا ہے اور اس نفی کی وجہ بتائی إِلَّا إِذَا ''ماسوائے اس وقت''۔

اس طرح واضح ہے کہ دنیا میں نبی اور رسول کو ایک خاص وقت اور موقع پر بھیجا گیا۔ إِذَا ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور زمانہ ماضی کیلئے بھی آتا ہے۔ یہ شرط کے مفہوم میں آتا ہے۔ آقائے نامدار ﷺ سے قبل نبیوں میں سے کسی کو دنیا میں بھیجا جانا وقت کے کسی مقام پر ایک سبب پیدا ہو جانے کا نتیجہ تھا:

وَمَآ أَرۡسَلۡنَا مِن قَبۡلِكَ مِن رَّسُولٖ وَلَا نَبِيٍّ إِلَّآ إِذَا

''اور آپ (ﷺ) سے قبل ہم نے کسی کو دنیا/لوگوں کے پاس نہیں بھیجا رسولوں اور نبیوں میں سے ماسوائے اُس وقت''

اور إِلَّآ إِذَا کے بعد بیان کردہ واقعہ نبی کو دنیا میں بھیجے جانے کا سبب اور اُس کے ظہور پذیر ہونے والا وقت ظاہر کرے گا جب نبی اور رسول کو بھیجا جاتا تھا۔اور یہ کب ہوتا تھا؟ واضح فرمایا:

تَمَنَّىٰٓ أَلۡقَى ٱلشَّيۡطَٰنُ فِيٓ أُمۡنِيَّتِهِۦ فَيَنسَخُ ٱللَّهُ مَا يُلۡقِي ٱلشَّيۡطَٰنُ ثُمَّ يُحۡكِمُ ٱللَّهُ ءَايَٰتِهِۦۗ

''جب شیطان (صفت جن وانس) نے اللہ کی اُس دور کی کتاب میں اپنے تخیل، آرزو سے کچھ ڈال دیا تھا تو اِس سبب سے اللہ نے شیطان کی پھیلائی ہوئی باتوں کو مٹا کر بعدازاں اپنی آیات کو محکم کر دیا'' (حوالہ الحج۔۵۲)

سَعَوۡاْ فِيٓ ءَايَٰتِنَا مُعَٰجِزِينَ اس تگ ودو اور کوشش کا انداز تخیل سے باتیں اختراع کر کے لوگوں میں اس تصور اور مقصد سے پھیلانا ہے کہ نازل کردہ آیات پس پشت ہو جائیں۔ أَلۡقَى اور يُلۡقِي کا مادہ ''ل ق ی'' ہے۔اس کے بنیادی معنی ایک دوسرے کے سامنے ہونا، کسی شئے کو کسی کے سامنے ڈال دینا ہیں۔اور جب کوئی کسی کے سامنے ہوتا ہے تو اسے ملاقات (لقاء) کہتے ہیں جس میں ایک دوسرے سے مس کرنا ضروری نہیں۔لقاء ہمیشہ محسوس حوالے سے ہے۔یادداشت میں محفوظ بات کو نکالنا، یاد کرنا بھی ''لقاء'' ہے کہ اسطرح وہ بات سامنے آجاتی ہے، اُس سے ملاقات ہوتی ہے۔

شیطان صفت جن وانس کی تخیل سے اختراع کی ہوئی باتیں لوگوں میں پھیلا دی جاتی ہیں اور کثرت سے دہرائی جانے والی یہ باتیں مشہور و معروف ہو کر محسوس انداز میں لوگوں کے سامنے ہوتی ہیں۔اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور رسولوں میں کسی ایک کو بھی حیات کا دوام عطا نہیں فرمایا۔تمام نے اپنے اپنے زمان و مکان میں نازل کردہ کتاب کو پہنچانے کے بعد طبعی موت کے ذائقے کو چکھا تھا۔رسولوں کے رخصت ہو جانے کے بعد اُن کی زمان میں اللہ کی کتاب اور رسولوں پر ایمان لانے والوں کی زمان میں بعد کی نسلیں اپنے پاس موجود کتاب سے دور ہوتی چلی گئیں۔شیطان صفت جن وانس کی اختراع کی ہوئی تخیلاتی باتوں کے معاشرے میں پھیلائے (يُلۡقِي) جانے کا بعض لوگوں پر اثر بتایا

لِّيَجۡعَلَ مَا يُلۡقِي ٱلشَّيۡطَٰنُ فِتۡنَةٗ لِّلَّذِينَ فِي قُلُوبِهِم مَّرَضٞ وَٱلۡقَاسِيَةِ قُلُوبُهُمۡۗ

''یہ اس لئے ہے تاکہ جو شیطان نے (کتاب سے ماوراء باتوں کو) پھیلایا اُس کو اُن لوگوں کیلئے (ذریعہ) آزمائش بنا دیا جائے جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں'' (حوالہ الحج۔۵۳)

اللہ کے رسول کی زندگی میں کتاب پر ایمان لا کر مسلمان بننے والے لوگوں کی بعد کی نسلوں میں سے بعض لوگ کتاب کی موجودگی کے باوجود عام لوگوں کو اپنے دام فریب میں پھانسنے کیلئے اللہ اور رسول ہی کے حوالے سے ملمع کی ہوئی جھوٹی روایتیں/باتیں بتاتے تھے۔اور رسول

کی چھوڑی ہوئی کتاب میں بتائے گئے دین کو بگاڑ کر معاشرے میں طرح طرح کے مذاہب میں تبدیل کر دیتے تھے۔ لیکن ان بظاہر ایمان والے معاشروں میں شیطان صفت لوگوں کی اختراع کی ہوئی باتوں سے متاثر وہی ہوتے تھے جن کے دلوں میں بیماری اور سخت قلوب ہوں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو مفاد اور دنیاوی زندگی کے گرویدہ ہوتے ہیں اور کتاب سے ماوراء زندگی اور آخرت کے حوالے سے آسانیاں پیدا کرنے والی دلفریب اور دل آویز تخیلاتی باتوں میں مگن رہنے کو اپنی ''مغفرت'' کا جواز سمجھنے لگتے ہیں۔

فَخَلَفَ مِنۢ بَعۡدِهِمۡ خَلۡفٌ وَرِثُواْ ٱلۡكِتَـٰبَ يَأۡخُذُونَ عَرَضَ هَـٰذَا ٱلۡأَدۡنَىٰ

''پھر ان کے بعد ایسے جانشین آئے جو اللہ کی نازل کردہ کتاب کے وارث ہوئے جو اِس دنیا کا مال ومتاع لے لیتے ہیں

وَيَقُولُونَ سَيُغۡفَرُ لَنَا

اور کہتے ہیں ''ہم بخش دیئے جائیں گے'' (حوالہ الاعراف۔۱۶۹)

اِن لوگوں کا بخش دیئے جانے کا گمان کیا اس بناء پر ہے کہ لوگوں کو اللہ کی کتاب میں سے باتیں بتاتے ہیں جس کے عوض متاع دنیا لیتے ہیں؟ اللہ کی کتاب میں سے باتیں بتانے کیلئے کوئی کسی کو متاع دنیا نہیں دیتا۔ اور صرف نازل کردہ کتاب کی بات بتانے والا طالب اجر نہیں ہوتا۔ کتاب کی باتوں کے علاوہ اِدھر اُدھر کی باتیں سنانے والوں کو لوگ مال بخوشی دیتے ہیں اور وہ طلبگار بھی ہوتے ہیں:

أَلَمۡ يُؤۡخَذۡ عَلَيۡهِم مِّيثَـٰقُ ٱلۡكِتَـٰبِ أَن لَّا يَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّ وَدَرَسُواْ مَا فِيهِۗ

''کیا اُن سے کتاب کے متعلق عہد نہیں لیا گیا تھا کہ وہ اللہ کے متعلق کوئی بات نہیں کہیں گے سوائے بیان حقیقت کے اور بیان حقیقت کو انہوں نے کتاب میں پڑھا ہوا تھا'' (حوالہ الاعراف۔۱۶۹)

اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت کو ماننے کا دعویٰ کرنے والے معاشروں کے ''سیانوں'' کا وطیرہ ہے کہ عام لوگوں کو بتانے کیلئے نازل کردہ کتاب کی باتوں میں تخیلاتی باتوں/روایتوں کی آمیزش سے ان کی متعین حدود میں ردوبدل کرتے ہیں۔

يَـٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِى دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ

''اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو اور اللہ کی طرف بیان حقیقت کے سوا کوئی بات نہ کہو'' (حوالہ النساء۔۱۷۱)

قُلۡ يَـٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَـٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِى دِينِكُمۡ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ

''آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہیں ''اے اہلِ کتاب! اپنے دین میں غلو نہ کرو بیان حقیقت کے غیر بات سے

وَلَا تَتَّبِعُوٓاْ أَهۡوَآءَ قَوۡمٍ قَدۡ ضَلُّواْ مِن قَبۡلُ

اور ماضی کے ان لوگوں کی (کتاب سے ماوراء اختراع کی ہوئی) تخیلاتی باتوں پر نہ چلو جو زمانہ قبل میں غافل اور گمراہ ہوئے

وَأَضَلُّواْ كَثِيرًا وَضَلُّواْ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ۝

اور بہتوں کو غافل رگمراہ کر چکے ہیں اور وہ سیدھے راستے سے بھٹکے ہوئے تھے" (المائدہ۔۷۷)

ماضی کے لوگوں کی اختراع کی ہوئی باتیں، خیال، روایت زمان میں آگے کی طرف سفر کرتی ہیں جن سے وہ خود بھی مغلوب اور صحیح راہ سے غافل ہوئے اور دوسروں کو بھی علم اور کتاب سے دور کرتے چلے گئے۔ان باتوں کی اصلیت کیا ہوتی ہے؟

ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَٰهِهِمْ ۖ "یہ ان کے مونہوں کی بات ہے

يُضَٰهِـُٔونَ قَوْلَ ٱلَّذِينَ كَفَرُواْ مِن قَبْلُ ۚ وہ زمانہ قبل کے انکار کرنے والوں کے قول کی نقل (تقلید) کرتے ہیں"

(حوالہ التوبہ۔۳۰)۔اور قرآنِ مجید خبر دیتا ہے جبکہ لوگوں کی باتیں اور روایتیں محض ان کی مونہوں کی باتیں ہیں۔

معاشرے کے "اعلیٰ" طبقات خواہشات، سیاسی اقتدار کی مصلحتوں، مفادات کے تحفظ اور قیود سے اپنے آپ کو بچانے اور آزاد رکھنے کیلئے زمان میں تخیل سے نت نئی باتیں رروایتیں اختراع کر کے انہیں کثرت سے دہرا کر بطور جواز زبان زد عام کرتے ہیں۔دنیا کے پہلے منظم معاشرے یعنی نوح علیہ السلام کی قوم سے لے کر آج تک معاشروں کے "سیانے" تخیل سے ایسی روایتیں تخلیق کرتے رہے ہیں۔یہ باتیں رروایتیں اُن لوگوں کیلئے ایک آزمائش بن جاتی ہیں جن کے دلوں میں بیماری ہے اور جن کے دل سخت ہیں کہ وہ اپنے مفادات ر خواہشات کی تکمیل کیلئے انہیں سہارا رجواز بنا لیتے ہیں۔ان زبان زد عام باتوں سے متاثر ہونے سے بچنے کیلئے کیا کوئی رہنمائی رذریعہ ر راہ رپیمانہ میسر ہے؟ اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ رسول اور کتاب کو بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے:

وَلِيَعْلَمَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلْعِلْمَ أَنَّهُ ٱلْحَقُّ مِن رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُواْ بِهِۦ فَتُخْبِتَ لَهُۥ قُلُوبُهُمْ ۗ

"اور یہ (نبی اور رسول کو بھیج کر اپنی آیات کو محکم کرنا) اس لئے بھی ہے تاکہ جنہیں علم دیا گیا ہے وہ جان لیں کہ یہ تیرے رب کی طرف سے بیان حقیقت ہے، اور اس پر ایمان لے آئیں اور اُن کے دل اس کیلئے نرم ہو جائیں" (حوالہ الحج۔۵۴)

نبیوں کے ساتھ شیطان صفت انسانوں اور جنات کی دشمنی کا انداز بعینہ وہی ہے جو آدم علیہ السلام کے ساتھ ابلیس نے آزمایا تھا

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَٰطِينَ ٱلْإِنسِ وَٱلْجِنِّ

"اور اس طرح ہم نے ہر ایک نبی کیلئے شیطان صفت انسانوں اور جنوں کو دشمن ٹھہرا دیا ہے" (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

آقائے نامدار رسولِ کریم ﷺ کو بھی ایسے دشمنوں سے استثناء نہیں عطا فرمایا گیا کہ لِكُلِّ نَبِيٍّ میں شامل ہیں۔

اللہ کے نبی کے ساتھ یہ مجرمین، شیطان صفت انسان اور جنات، دشمنی کیسے کرتے ہیں؟ اللہ رب العزت نے بتایا:

يُوحِى بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا

''جن (دشمنوں) میں سے بعض دل آویز اور دلفریب جھوٹی بات کو بعض دوسروں کیلئے پھیلاتے ہیں'' (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

''یُوحِی'' (مادہ ''و ح ی'') کے بنیادی معنی ایسے رابطے کے ہیں جس میں کلام (باتیں) دوسرے تک پہنچ جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اپنے کلام کو نبیوں اور رسولوں کو بھیجنا وحی کہلاتا ہے اور شیطان صفت انسانوں اور جنات کا دلفریب انداز میں جھوٹی باتوں کو زبان زد عام کرنا بھی عربی زبان کے لفظ وحی کے بنیادی معنوں کی تکمیل کرتے ہوئے ان اختراع کی ہوئی باتوں کو (یُلقِی) لوگوں کے قلب ونگاہ کے سامنے رکھ دیتا ہے۔

زُخرُف کا چار حرفی مادہ ''زخ رف'' ہے اور اس کے اصلی معنی سونا (جس کے زیورات بنتے) ہیں۔ اس کے بعد زیبائش، زینت و آرائش کیلئے بھی استعمال ہونے لگا۔ اور پھر بطور تشبیہ ہر ملمع کی ہوئی بات کو کہا جانے لگا۔ ملمع کی ہوئی باتیں (fascinating) سماعتوں کیلئے دل آویز ہوتی ہیں جو مسحور کن اضطراب پیدا کر کے قلب کو ڈگمگا دیتی ہیں اور انسان اصل بات کو بھول کر ایسے فعل کو انجام دینے پر بھی مائل ہو جاتا ہے جس کیلئے اس کا پہلے کوئی ارادہ اور عزم نہیں ہوتا۔

آیت مبارکہ میں شیطان صفت لوگوں کے قول کو زُخرُف یعنی ملمع کرنے، آرائش وزیبائش (flowery, fascinating) کرنے کا انداز **غُرُورًا** بتایا ہے۔ یہ لفظ مصدر اور اسم فعل ہے۔ اس کا مادہ ''غ رر'' ہے اور معنی فریب دینا، بے بنیاد امیدیں دلانا، دھوکا دینا، وسوسے، مغالطے میں ڈالنا ہیں۔ نبی کے یہ دشمن لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے تخیل سے اختراع کی ہوئی دل آویز باتوں کا جال پھیلاتے ہیں۔

يُوحِى بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا

''جن (دشمنوں) میں سے بعض دل آویز اور دلفریب جھوٹی بات کو بعض دوسروں کیلئے پھیلاتے ہیں'' (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

شیطان صفت لوگوں کا دوسرے لوگوں کیلئے ''یُوحِی'' کرنے کا یہ انداز کوئی نیا نہیں بلکہ وہی ابلیس کا کامیابی سے آزمایا پرانا حربہ ہے

وَيَـٰٓـَٔادَمُ ٱسْكُنْ أَنتَ وَزَوْجُكَ ٱلْجَنَّةَ فَكُلَا مِنْ حَيْثُ شِئْتُمَا

''اور اے آدم! تو اور تیری بیوی جنت میں سکونت اختیار کرو اور کھاؤ جہاں سے چاہو''

وَلَا تَقْرَبَا هَـٰذِهِ ٱلشَّجَرَةَ فَتَكُونَا مِنَ ٱلظَّـٰلِمِينَ ٥

'لیکن آپ اور آپ کی زوجہ دونوں اِس مادہ درخت کے قریب مت جانا، اگر آپ نے ایسا کیا تو بے جا تصرف کرنے والوں میں ہوں گے'

فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطَانُ لِيُبْدِيَ لَهُمَا مَا وُورِيَ عَنْهُمَا مِن سَوْءَاتِهِمَا

''پھران دونوں کے لئے شیطان نے وسوسہ پیدا کیا (یہ جانتے ہوئے ،اس مقصد کیلئے) تا کہ اُن دونوں کیلئے ظاہر ہوجائے وہ جوان کے جسموں میں سے ایک دوسرے سے چھپا ہوا تھا''۔(حوالہ الاعراف۔۱۹۔۲۰)

''وَسْوَسَ'' واحد مذکر غائب ماضی معروف۔لیکن وسوسے کو پیدا اور کسی کو وسوسے میں مبتلا کیسے کیا جا سکتا ہے؟ وہ کونسی شئے اور طریقہ ہے جو وسوسے کو وجود دیتا اور کسی کو اُس کا شکار بناتا ہے؟ یہ خطرناک شر کیسے پیدا کیا جاتا ہے جو کسی کو کسی بات، نقطے، مقام سے دور لے جاتا اور سامنے سے ننگا کر دیتا اور تاریک غار میں دھکیل دیتا ہے؟ آئیں ابلیس کو وسوسہ پیدا کرتے اور آدم علیہ السلام کو اُس کا شکار بناتے اور بنتے ہوئے دیکھتے ہیں:

قَالَ مَا نَهَاكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هَٰذِهِ الشَّجَرَةِ

ابلیس نے اُن سے کہا''تم دونوں کو نہیں منع کیا ہے تم دونوں کے رب نے اِس درخت سے

إِلَّا أَن تَكُونَا مَلَكَيْنِ سوائے اس وجہ کے کہ تم دونوں (کبھی زوال پذیر نہ ہونے والے) حکمران نہ بن جاؤ

أَوْ تَكُونَا مِنَ الْخَالِدِينَ ٥ یا تم دونوں ہمیشہ رہنے والوں میں نہ ہو جاؤ''(حوالہ الاعراف۔۲۰)

وَقَاسَمَهُمَا إِنِّي لَكُمَا لَمِنَ النَّاصِحِينَ ﴿٢١﴾

''اور اُن دونوں سے ابلیس نے قسم اٹھا کر کہا''میں تم دونوں کیلئے خیر خواہوں میں سے ہوں''(الاعراف۔۲۱)

اللہ تعالیٰ کی بات، کلام کے حوالے ہی سے اُن دونوں سے بات کرتے ہوئے ابلیس نے اُس درخت کے متعلق ایک تاثر اور تخیل کو اُن کے ذہنوں میں ابھارا کہ اُس درخت کی اصلیت یہ ہے کہ اِس کے پھل کو کھانے سے حکمرانی اور ہمیشگی ملنے کا امکان ہے۔اصل بات کے متعلق تخیل سے ایسی باتیں اختراع کر کے دوسرے کو سنانا وسوسہ پیدا کرنا اور وسوسے میں مبتلا کرنا ہے جو امید، آرزو، تمنا کا ایسا پہلو لئے ہوں جو انسان کو (fascinate,excite)، خوشی میں جھومنے کی کیفیت اور انداز میں کر دے۔یہ فریب سے پیدا کردہ میٹھا اضطراب ہے۔ یہ

زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا ہے جو شیطان صفت دوسروں کو''يُوحِي''کرتے ہیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے:

فَدَلَّاهُمَا بِغُرُورٍ

''اور اپنی اس بات کے سبب/ذریعے سے فریب دیتے ہوئے اُس نے اُن دونوں کو مضطرب، مائل حرکت کر دیا''(حوالہ الاعراف۔۲۲)

زمان کے ہر دور میں بھی شیطان صفت لوگوں کا بس یہی ایک انداز رہا ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی آیات کو پس پشت کرتے ہیں:

وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَٰطِينَ ٱلْإِنسِ وَٱلْجِنِّ

''اور اس طرح ہم نے ہر ایک نبی کیلئے شیطان صفت انسانوں اور جنوں کو دشمن قرار دیا ہے

يُوحِى بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا

جن دشمنوں میں سے بعض دل آویز اور دلفریب جھوٹی بات کو بعض دوسروں کیلئے پھیلاتے ہیں۔

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوهُ

''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو وہ یہ فعل نہیں کر سکتے تھے''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا اظہار فرمایا ہے، ارادے کا نہیں

فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُونَ ۝

''اس لئے آپ (ﷺ) انہیں چھوڑ دیں اور (گھڑنے دیں) جو وہ گھڑتے ہیں'' (الانعام ۔۱۱۲)

يَفْتَرُونَ کا مادہ ''ف ر ی'' ہے اور اس کے معنی ہیں کھال (یا کپڑے) کو کاٹنا (اور پھاڑنا)۔ افتراء کرنا، کتر بیونت کر کے کچھ کا کچھ بنا دینا، گھڑی ہوئی بناوٹی بات۔ کچھ لوگوں کی جانب سے اس طرح کی کہانیاں، داستانیں، روایتیں افتراء کرنے کا مقصد یوں بیان فرمایا

وَلِتَصْغَىٰٓ إِلَيْهِ أَفْـِٔدَةُ ٱلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِٱلْـَٔاخِرَةِ وَلِيَرْضَوْهُ وَلِيَقْتَرِفُوا۟ مَا هُم مُّقْتَرِفُونَ ۝١١٣

''تا کہ اُن لوگوں کے دل جو آخرت کو نہیں مانتے اِن باتوں کی طرف مائل ہو جائیں اور وہ انہیں پسند کر لیں

تا کہ وہ بھی وہی (دنیاوی مفادات) کمائیں جو خود کماتے ہیں'' (الانعام ۔۱۱۳)

اللہ اور رسولِ کریم ﷺ سے قرآنِ مجید سے ماوراء دلفریب اور آسانیاں پیدا کرنے اور آرزوؤں کو اجاگر کرنے والی باتیں منسوب کرنے والے اللہ تعالیٰ کی تنبیہ کے مطابق ظالم اور رسول کریم ﷺ کے دشمن ہیں۔ آقائے نامدار ﷺ ہر اس انسان کو قرآنِ مجید کے ذریعے خبردار کر رہے ہیں جن تک یہ قرآنِ مجید پہنچا۔ اس لئے لوگ باتیں اختراع کرتے اور ماضی کے لوگوں کی باتوں کو بیشک دہراتے رہیں:

نَّحْنُ أَعْلَمُ بِمَا يَقُولُونَ ۖ وَمَآ أَنتَ عَلَيْهِم بِجَبَّارٍ ۖ

''ہم خوب جانتے ہیں جو باتیں وہ کہتے ہیں۔ (کہنے دیں انہیں)

اور آپ (ﷺ) ان پر زبردستی کرنے، کسی قسم کا دباؤ ڈالنے، جبراً باتیں منوانے والے نہیں ہیں

فَذَكِّرْ بِٱلْقُرْءَانِ مَن يَخَافُ وَعِيدِ ۝

اس لئے آپ (ﷺ) قرآن (مجید) سے نصیحت کرتے رہیں اسے جو میری تنبیہ سے ڈرتا ہے'' (سورۃ قٓ ۔۴۵)

سچائی اور عدل کا مرکب **بِٱلْحَقِّ** ہے۔ بیانِ حقیقت کو ماننا چاہئے جو بالترتیب اللہ اور اس کے رسول کی حدیث اور قول ہے۔

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا ۚ لَّا مُبَدِّلَ لِكَلِمَـٰتِهِۦ ۚ وَهُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْعَلِيمُ ﴿١١٥﴾

''اور آپ (ﷺ) کے رب کی بات سچائی اور انصاف میں پوری (یعنی بِٱلْحَقِّ) ہے۔ اور وہ سننے والا اور علم والا ہے

وَإِن تُطِعْ أَكْثَرَ مَن فِى ٱلْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَن سَبِيلِ ٱللَّهِ ۚ

اور اگر تو زمین کے اکثر لوگوں کی بات مانے گا تو وہ تجھے اللہ کی راہ (اُس کی بتائی ہوئی باتوں) سے غافل کر دیں گے۔

إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا ٱلظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ۝

(کیوں؟ اس لئے کہ) اکثر لوگ صرف وہم و گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور صرف تخیل سے غیر یقینی باتیں بناتے ہیں'' (الانعام۔۱۱۵۔۱۱۶)

وَإِنَّ ٱلشَّيَـٰطِينَ لَيُوحُونَ إِلَىٰٓ أَوْلِيَآئِهِمْ لِيُجَـٰدِلُوكُمْ ۖ

''اور شیاطین اپنے آقاؤں کو تخیلاتی باتیں بتاتے /رجھاتے ہیں تاکہ وہ تم لوگوں سے بحث مباحثہ /تکرار کریں

وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ ۝

اور اگر تم لوگ اُن کی بات مانو گے تو تم شرک کرنے والوں کے قریب ہو جاؤ گے'' (حوالہ الانعام۔۱۲۱)

إِنَّ ٱلَّذِينَ يُجَـٰدِلُونَ فِىٓ ءَايَـٰتِ ٱللَّهِ بِغَيْرِ سُلْطَـٰنٍ أَتَىٰهُمْ ۙ إِن فِى صُدُورِهِمْ
إِلَّا كِبْرٌ مَّا هُم بِبَـٰلِغِيهِ ۚ فَٱسْتَعِذْ بِٱللَّهِ ۖ إِنَّهُۥ هُوَ ٱلسَّمِيعُ ٱلْبَصِيرُ ﴿٥٦﴾

''جو لوگ اللہ کی آیتوں میں بحث و تکرار کرتے ہیں ایسی باتوں سے جس کی ان کے پاس کوئی سند نہیں جو انہیں دی گئی ہو کہ اُن کے سینوں میں صرف اس بڑائی کا احساس ہے جس تک وہ کبھی نہ پہنچ پائیں گے۔ اس لئے آپ اللہ تعالیٰ کی (بے سند باتوں کے پھیلائے شر سے) پناہ مانگیں۔ یقیناً وہی ہے جو سننے والا اور دیکھنے والا ہے'' (غافر۔۵۶)

اللہ تعالیٰ کی جانب سے تخیل اور ظن سے دلفریب اور دل آویز اختراع کی ہوئی باتوں کیلئے کوئی سند نہیں ہوتی کیونکہ وہ نازل کردہ کتاب میں درج نہیں ہوتیں اور آثار علم سے بھی اُن کی تائید کیلئے کوئی دکھائی دینے والا ثبوت نہیں ہوتا۔ اور یہی بے سند باتیں ہیں جو نبی کے دشمن شیطان صفت لوگ زمان میں دوسروں کو ''وحی'' کرتے یعنی پہنچاتے اور دہرا دہرا کر پھیلاتے ہیں:

يُوحِى بَعْضُهُمْ إِلَىٰ بَعْضٍ زُخْرُفَ ٱلْقَوْلِ غُرُورًا ۚ (حوالہ الانعام۔۱۱۲)

''جن (دشمنوں) میں سے بعض دل آویز اور دلفریب جھوٹی بات کو بعض دوسروں کیلئے پھیلاتے ہیں، پُرفریب انداز میں''

اللہ تعالیٰ ہمیں پناہ دے آقائے نامدار رسول کریم ﷺ کے اِن دشمنوں کی تخیل اور گمان و ظن پر مبنی پھیلائی ہوئی باتوں کے شر سے۔